Online Edition

جمعۃ المبارک 13 نومبر 2020ء | 25 ربیع الاول 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:269

فرمانِ رسول ﷺ

گمشدہ اونٹنی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ پر، جب وہ (بندہ) اس کی طرف توبہ کرتا ہے، تم میں سے کسی ایسے شخص کی نسبت کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایک بے آب و گیاہ صحرا میں اپنی اونٹنی پر (سفر کر رہا) تھا تو وہ اس کے ہاتھ سے نکل (کر گم ہو) گئی، اس کا کھانا اور پانی اسی (سواری) پر ہے۔ وہ اس (کے ملنے) سے مایوس ہوگیا تو ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے سائے میں لیٹ گیا۔ وہ اپنی اونٹنی (ملنے) سے ناامید ہو چکا تھا۔ وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک کیا دیکھتا ہے کہ وہ (اونٹنی) اس کے پاس کھڑی ہے، اس نے اس کو نکیل کی رسی سے پکڑ لیا، پھر بے پناہ خوشی کی شدت میں کہہ بیٹھا، اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔ خوشی کی شدت کی وجہ سے غلطی کر گیا۔

(صحیح مسلم کتاب التوبہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

اپنی زبان میں بھی استغفار ہوسکتا ہے

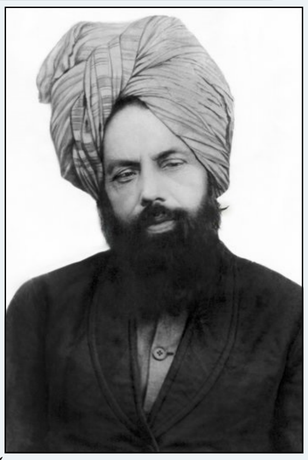

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بد انجام سے بچالے۔ سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے، مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا، بلکہ دل سے چاہئے۔ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعا مانگو یہ ضروری ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 525 ایڈیشن 1988ء)

’’خوب یاد رکھو کہ لفظوں سے کچھ کام نہیں بنے گا۔ اپنی زبان میں بھی استغفار ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ پچھلے گناہوں سے محفوظ رکھے اور نیکی کی توفیق دے اور یہی حقیقی استغفار ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ یونہی اَسۡتَغۡفِرُاللّٰہ، اَسۡتَغۡفِرُاللّٰہ کہتا پھرے اور دل کو خبر تک نہ ہو۔ یاد رکھو کہ خدا تک وہی بات پہنچتی ہے جو دل سے نکلتی ہے۔ اپنی زبان میں ہی خدا تعالیٰ سے بہت دعائیں مانگنی چاہئیں۔ اس سے دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ زبان تو صرف دل کی شہادت دیتی ہے۔ اگر دل میں جوش پیدا ہو اور زبان بھی ساتھ مل جائے تو اچھی بات ہے۔ بغیر دل کے صرف زبانی دعائیں عبث ہیں ہاں دل کی دعائیں اصلی دعائیں ہوتی ہیں۔ جب قبل از وقتِ بلا انسان اپنے دل ہی دل میں خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہتا ہے اور استغفار کرتا رہتا ہے تو پھر خداوند رحیم و کریم ہے وہ بلا ٹل جاتی ہے۔ لیکن جب بلا نازل ہو جاتی ہے پھر نہیں ٹلا کرتی۔ بلا کے نازل ہونے سے پہلے دعائیں کرتے رہنا چاہئے، اور بہت استغفار کرنا چاہئے، اس طرح سے خدا بلا کے وقت محفوظ رکھتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد نمبر 5 صفحہ 282 ایڈیشن 1988)

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ یَظۡلِمۡ نَفۡسَہٗ ثُمَّ یَسۡتَغۡفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا

(النساء: 111)

ترجمہ: اور جو بھی کوئی بُرا فعل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشش طلب کرے وہ اللہ کو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پائے گا۔

فرمان خلیفہ وقت

’’جب انبیاء کی یہ حالت ہو کہ وہ ہر وقت استغفار کرنے، ہر وقت اپنے رب سے اس کی حفاظت میں رہنے کی دعا کرتے ہیں تو پھر ایک عام آدمی کو کس قدر اس بات کی ضرورت ہے کہ اس سے جو روزانہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں غلطیاں ہوتی ہیں یا ہوسکتی ہیں ان سے بچنے کے لئے یا ان کے بد اثرات سے بچنے کے لئے استغفار کرے۔ اور اگر پہلے اس طرف توجہ ہو جائے تو بہت سی غلطیوں اور گناہوں سے انسان پہلے ہی بچ سکتا ہے۔ پس اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اس طرف توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ تو اپنے مومن بندوں کی توبہ قبول کرنے، ان کی بخشش کے سامان پیدا کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔ اور قرآن کریم نے بیسیوں جگہ مغفرت کے مضمون کا مختلف پیرایوں میں ذکر کیا ہے، کہیں دعائیں سکھائی گئی ہیں کہ تم یہ دعائیں مانگو تو بہت سی فطری اور بشری کمزوریوں سے بچ جاؤ گے۔ کہیں یہ ترغیب دلائی ہے کہ اس طرح بخشش طلب کرو تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنو گے۔ کہیں بشارت دے رہا ہے، کہیں وعدے کر رہا ہے کہ اس اس طرح میری بخشش طلب کرو تو اس دنیا کے گند سے بچائے جاؤ گے اور میری جنتوں کو حاصل کرنے والے بنو گے۔ کہیں یہ اظہار ہے کہ میں مغفرت طلب کرنے والوں سے محبت کرتا ہوں۔ غرض اگر انسان غور کرے تو اللہ تعالیٰ کے پیار، محبت اور مغفرت کے سلوک پر اللہ تعالیٰ کا تمام عمر بھی شکر ادا کرتا رہے تو نہیں کرسکتا۔ ہماری بدقسمتی ہوگی کہ اگر اس کے باوجود بھی ہم اس غفور رحیم خدا کی رحمتوں سے حصہ نہ لے سکیں اور بجائے نیکیوں میں ترقی کرنے کے برائیوں میں دھنستے چلے جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ہر وقت اس کی مغفرت طلب کرتے رہنا چاہئے۔ وہ ہمیشہ ہمیں اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹے رکھے اور ہمیں ہر گناہ سے بچائے اور گزشتہ گناہوں کو بھی معاف فرماتا رہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 14/ مئی 2004ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- خدا خود کر رہا ہے احمدیت کی نگہبانی (منظوم)
- اقوال و افکار
- قبولیت احمدیت کی کہانی

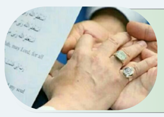

دربارِ خلافت

جب سچی محبت ہو گی، انصاف کے تقاضے پورے ہوں گے تو سلامتی کا پیغام بھی پہنچے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ دنیا کی سلامتی کا دارومدار انصاف پر ہے اور انصاف کا معیار تمہارا کتنا بلند ہو، اس بارہ میں فرماتا ہے۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰہِ شُہَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ۔ وَلَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا۔ اِعۡدِلُوۡا۔ ہُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ۔ (المآئدۃ:9) کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دشمن قوموں کی دشمنی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔ انصاف پر قائم رہو کہ تقویٰ اسی میں ہے…‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’آپ کو معلوم ہے کہ جو قومیں ناحق ستاویں اور دکھ دیویں اور خونریزیاں کریں اور تعاقب کریں اور بچوں اور عورتوں کو قتل کریں جیسا کہ مکّہ والے کافروں نے کیا تھا اور پھر لڑائیوں سے باز نہ آویں ایسے لوگوں کے ساتھ معاملات میں انصاف کے ساتھ برتاؤ کرنا کس قدر مشکل ہوتا ہے۔ مگر قرآنی تعلیم نے ایسے جانی دشمنوں کے حقوق کو بھی ضائع نہیں کیا اور انصاف اور راستی کے لئے وصیت کی۔ ……مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ دشمن سے مدارات سے پیش آنا آسان ہے مگر دشمن کے حقوق کی حفاظت کرنا اور مقدمات میں عدل و انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا، یہ بہت مشکل اور فقط جوانمردوں کا کام ہے‘‘۔ یہ تو آسان ہے کہ دشمن سے آدمی بیٹھ کر آرام سے بات کر لے لیکن یہ کہ دشمن کو بالکل بھول جانا اور پھر اس سے انصاف کرنا یہ بڑا مشکل کام ہے۔ بہت دل گردے کا کام ہے……۔

فرماتے ہیں کہ ’’پس خدا تعالیٰ نے اس آیت میں محبت کا ذکر نہ کیا بلکہ معیار محبت کا ذکر کیا۔ کیونکہ جو شخص اپنے جانی دشمن سے عدل کرے گا اور سچائی اور انصاف سے درگزر نہیں کرے گا وہی ہے جو سچی محبت بھی کرتا ہے‘‘۔

(نورالقرآن۔ روحانی خزائن جلد نمبر 9 نمبر 2 صفحہ 409-410)

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ محبت کرو بلکہ فرمایا کہ تمہارا محبت کا یہ معیار ہونا چاہئے کہ دشمن سے جو اپنی دشمنی کی انتہاء کو پہنچا ہوا ہے۔ اس انتہاء کو، اس مثال کو سامنے رکھیں جو مکّہ والوں نے مسلمانوں سے کی، آنحضرت ﷺ سے کی، قتل کئے، ظلم کئے، لیکن اس کے باوجود فرمایا کہ ایسے لوگوں سے بھی انصاف کرنا۔ اس سے پھر محبت بڑھتی ہے اور یہ ہے وہ سلامتی کا پیغام جو دنیا کو حقیقت میں سلامتی پہنچانے والا بن سکتا ہے۔

تو یہی ہے اسلام کی سچی تعلیم اور اس کے معیار۔ جب سچی محبت ہو گی، انصاف کے تقاضے پورے ہوں گے تو سلامتی کا پیغام بھی پہنچے گا۔ آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ بھی یہی تھا جس نے فتح مکّہ کے موقع پر کفّار کے بڑے بڑے سرداروں کو اسلام کی آغوش میں لا ڈالا۔ آپؐ کا یہ اُسوہ دشمنوں کے لئے سلامتی کی پناہ گاہ بن گیا۔ لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ کا جو اعلان تھا وہ اس موقع پر اور ہمیشہ سلامتی کی خوشبو بکھیرتا چلا گیا۔ تو یہ ہے وہ معراج جس سے دنیا کی سلامتی وابستہ ہے۔ ورنہ دنیا کی جتنی بھی بڑی سے بڑی انصاف پسند حکومتیں ہیں وہ سازشیوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنتی رہیں گی۔ وہ ایسی تنظیموں کے حکموں پر چلتی رہیں گی جن کے ہاتھ میں دنیا کی معیشت کی چابی ہے۔ جو ظاہراً تو دنیا کی سلامتی کی دعویدار ہیں لیکن عملاً بحر و بر میں، خشکی و تری میں فساد بپا کئے ہوئے ہیں۔ تو اس ضمن میں قرآن کریم کے یہ چند احکامات تھے جو مَیں نے بیان کئے جن سے اس خوبصورت تعلیم کی عکاسی ہوتی ہے۔ اللہ کرے وہ دن جلد آئیں جب دنیا میں اسلام کی حقیقی تصویر دکھانے والی حکومتیں بھی قائم ہوں۔ ایسے مسلمان حکمران آئیں جو آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق اور امام الزمان کی ڈھال کے پیچھے آ کر اسلام کی سلامتی کی خوبصورت تعلیم کو دنیا میں جاری کرنے میں مددگار ہوں۔ تقویٰ پر قدم مارنے والے ہوں۔ اس بات کے حصول کے لئے آج احمدی کا کام ہے کہ دعاؤں میں لگ جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول کرے اور اس دنیا کو پیار، محبت اور سلامتی کا گہوارہ بنا دے اور اللہ کرے ہر ایک کا ایک ہی معبود ہو۔ جو خدائے واحد و یگانہ ہے۔

(خطبہ جمعہ 22/ جون 2007ء)

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن مورخہ 13 تا 19 جولائی 2007ء ص 5 تا 8)

خدا خود کر رہا ہے احمدیت کی نگہبانی

خلافت باعث صد جلوہ ہائے نور یزدانی
خلافت سرّ شان و شوکت آیات قرآنی
خلافت رحمت حق مظہر صد شانِ ایمانی
خلافت آفتاب و نیّر ملت کی تابانی
خلافت ظلمت کفر و ضلالت کیلئے مشعل
خلافت نعرۂ حق، نغمۂ توحید ربانی
نگاہ بوبکرؓ سے دشمنان دیں پراگندہ
شکستہ ہیبت فاروقؓ سے اصنام شیطانی
خلافت دولت گم گشتۂ انسان اللہ ھو
خلافت برکت صبر و رضا و عشقِ عثمانی
ارے ناداں! خلافت کی بجان و دل حفاظت کر
اسی میں آج پوشیدہ ہے معراج مسلمانی
خلافت ہی تو ہے ملجا و ماویٰ ابنِ آدم کا
خلافت ہی تو ہے محبوب روحانی و جسمانی
خلافت نے بشر کو عشق کے وہ راز سمجھائے
کہ ان کو دیکھ کر ہوتی ہے حیرت کی فراوانی
خلافت نے وہ حسن زندگی بخشا ہے دنیا کو
چمکتی ہے جمال پاک سے عالم کی پیشانی
خلافت کیا ہے انوار نبوت کا تتمہ ہے
انہی انوار سے روشن ہے چشم نوع انسانی
خلافت کی ردائے بے بدل چھینے کوئی مشکل
خدا خود کر رہا ہے احمدیت کی نگہبانی
بحمد اللہ عروج آدم خاکی کا دور آیا
میسر ہے ہمیں پھر شوق یہ انعام رحمانی

(مکرم عبد الحمید شوق)

مدیر کے قلم سے

اقوال و افکار

حاصل مطالعہ (قسط دوم)

خوشی:خوشی کوئی ٹھوس چیز نہیں ہے جسے ایک بار پالینے کے بعد ہم عمر بھر کے لئے خوش ہو جائیں بلکہ یہ خوبصورت اور خوشگوار احساس کا نام ہے یہ احساس جب بھی ملے اور جہاں سے بھی ملے قبضے میں کر لیں کیونکہ اسے بار بار دہرایا نہیں جاسکتا یہ جلد مرجاتا ہے۔

دکھ درد:یاد رکھیے دس دکھ جان لیوا ثابت ہو سکتے ہیں:

وار۔۔۔۔زبان کا
دشمنی۔۔۔۔دوست کی
بے وفائی۔۔۔۔شوہر کی
گستاخی۔۔۔۔اولاد کی
چبھن۔۔۔۔گناہ کی
ظلم۔۔۔۔مظلوم کا
ضرب۔۔۔۔کرب کی
رحم۔۔۔۔ظالم کا
بددعا۔۔۔۔ماں کی
اعتبار۔۔۔۔کمینے کا

صبروتحمل:جس طرح پہاڑ پر چٹکی نہیں کاٹی جا سکتی بعینہٖ آپ صبرو حوصلے کا پہاڑ بن جاتے ہیں تو آپ کے کردار و وقار میں سینڈھ نہیں لگ سکتی۔

پُرانے زمانے میں بچوں کے جسم پر پھوڑے پھنسیاں نکلا کرتی تھیں تو انہیں فوراً کڑواہٹ پلائی جاتی تھی پنیر یا چرائتہ کرائیتہ چٹایا جاتا تھا جس کی وجہ سے ان کا فساد خون ٹھیک ہو جاتا تھا۔ ایسا بہت زیادہ میٹھا کھانے کی وجہ سے بھی ہوتا ہے جس کا حتمی توڑ کڑواہٹ ہے۔ یہی بات ہمارے اندر کے حوالے سے ہے اسے بھی ستھرا رہنے کے لئے باہر کے حالات کی تلخی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ مسلسل موافق حالات، سہولیات اور عیش وعشرت کی مٹھاس سے روح پر شیطنت گناہ اور خباثت کے پھوڑے پھنسیاں اُگ آتی ہیں۔ اگر اُسے شفاف رکھنا ہے تو پھر حالات کی تلخی برداشت کرنی ہوگی صبر کے کڑوے گھونٹ بھرنے ہوں گے۔

انسان: کسی کو اچھا یا بُرا مت کہیں آپ خود ہی اچھے یا بُرے ہیں۔

انسان کی اس سے بڑھ کر ناکامی اور کیا ہوگی کہ وہ تمام عمر دوسروں کو فتح کرنے میں گزار دیتا ہے اسے خود کو خود فتح کرنے کا خیال کبھی نہیں آیا۔

اچھا یا بُرا ہونے کے حوالے سے میرے نزدیک انسان کی دو قسمیں ہیں یا تو وہ ہیرا ہوتا ہے یا پھر پتھر۔ ہیرے کی پہچان اُس کی تین خوبیوں سے ہوتی ہے۔

1۔شیشے سے لے کے سخت سے سخت چیز تک کو کاٹ ڈالتا ہے۔
2۔اُس کو نگل لینے سے انسان مرجاتا ہے۔
3۔اُس پر کوئی دوسرا رنگ نہیں چڑھ سکتا۔

بعینہٖ کوئی شخص اگر ہیرے کی طرح کھرا ہے تو اعلیٰ اور مکمل شخصیت کی کاٹ کو کھوٹے اور بدنیت لوگ برداشت نہیں کر سکتے۔ نتیجتاً اسے توڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (2) شیطان صفت لوگ چونکہ اس کی صفات کو ہضم نہیں کر سکتے، نگل نہیں سکتے اس لئے اُس پر اپنی تمام ترشیطنت اگل دیتے ہیں۔ (3) اس کی شخصیت اور کردار کا رنگ ہمیشہ منفرد رہے گا اس پر کسی دوسرے شخص کا، دوسرے ماحول کا، بدی یا خباثت کا رنگ نہیں چڑھ سکتا۔

پھل جب پک جاتا ہے تو ٹہنی چھوڑ دیتا ہے بعینہٖ انسان بھی جب نیکی، نیک نیتی اور تجربے میں مکمل ہو جاتا ہے تو اپنی ہٹیلا رویہ چھوڑ دیتا ہے اس کے مزاج میں حِلم اور مُلائمت پیدا ہو جاتی ہے۔

دودھ خالص ہو تو خود بخود ذائقے میں میٹھا معلوم ہوتا ہے انسان بھی ایمان و اخلاق و اخلاص میں خالص ہو جائے تو اس کے اعمال خود بخود راست ہو جاتے ہیں لب و لہجے میں شیرینی اتر آتی ہے۔

عزم و ارادہ: تتلیاں زرِگل پی کر صرف اتنی خوراک حاصل کرتی ہیں جس سے وہ اُڑ سکتی ہیں ان کی جسامت نہیں بڑھتی اس کے برعکس باز فضاؤں سے ٹکرا کر اپنا شکار حاصل کرتا ہے۔ انسان کو باز کی طرح زندہ رہنا چاہیے بے شک قناعت پسندی میں تتلی کی طرح ہو۔

حیرت کی بات ہے انسان زمین سے آسمان تک کا فاصلہ طے کر کے چاند تک جا پہنچا ہے لیکن ابھی تک خود سے خود تک کا سفر نہیں کر سکا۔

دوستی: دوست کا انتخاب کرتے وقت یہ مت دیکھیں کہ وہ آپ کو کتنا نفع پہنچا سکتا ہے یہ سوچیں کہ دشمن بن جانے کی صورت میں کتنا نقصان پہنچا سکتا ہے؟

اپنے دشمن کی بات دوست کو اور دوست کی بات دشمن کو نہ بتاؤ ورنہ ان دونوں کے سامنے آپ کی بھی یہی دوغلی پوزیشن ہو جائے گی۔

ظلم و جبر: اگر آپ تلخ ہری مرچ یا کوئی دوسری شدید مرچیلی چیز کھانے کے بعد منہ میں ایک دم چینی ڈال لیں تو زبان کی جلن دو چند ہو جاتی ہے، یہی حال انسان کے ساتھ انسان کے بلاجواز ظلم وستم و ناانصافی کا ہے ظالم کے بے وقت پچھتاوے یا ہمدردی سے مظلوم کی دکھن اور دل کی جلن ہزار گنا بڑھ جاتی ہے۔

احسان: جب آپ بلندی پر پہنچنے کی اندھا دھند لگن میں اوپر ہی اوپر چڑھ رہے ہوتے ہیں تو آپ کی نظر میں اہمیت صرف منزل کی ہوتی ہے زینے کی نہیں لیکن جب نیچے بخیریت اُترنے کے لئے زینہ آپ کے قدموں سے ہٹالیا جاتا ہے تو تب آپ کو زینے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ خلا میں لٹکنے اور سہارا چھن جانے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ آپ اب تک بے سہارا نہ تھے ایسی ہی صورت حال کا سامنا دوسروں پر احسان کرنے اور مفادات پہنچانے والوں کو احسان فراموشوں کی طرف سے اچانک اپنا ہاتھ روک لینے کی وجہ سے کرنا پڑتا ہے۔ وہ محسن کشی پر اُتر آتے ہیں۔

غربت و امارت: جب آپ کسی دوکان پر کچھ خریدنے کے لیے جاتے ہیں تو قیمت سودے کی نہیں دیتے، دام مجبوری کے ادا کرتے ہیں لہٰذا اپنے جیب میں مجبوریوں کی تعداد کم رکھیے آپ کو کبھی اپنی غربت کا احساس نہیں ہوگا۔

کہا جاتا ہے یہ نہ دیکھو بات کون کر رہا ہے یہ دیکھو بات کیا کر رہا ہے۔ آج کل دیکھا یہ جاتا ہے کہ کس جاہ و مرتبے کا آدمی بات کر رہا ہے یہ کوئی نہیں دیکھتا بات کتنی سچی ہے یا جھوٹی ہے کتنی کھری اور کتنی کھوٹی ہے۔

کمینہ پن: جو دھات دیر تک نہ بگڑے، اس پر کالک نہ اُبھرے، اُلی نہ لگے اسے سونا کہتے ہیں یہی تفریق شریف اور کمینے انسان میں ہے کمینہ شخص جس کے قریب رہے گا اسے زخمی کرے گا یاد رکھیے کان یا ناک چھیدنے کے فوراً بعد اس میں سونے کی تار داخل کی جاتی ہے کیونکہ تانبے کی تار سے زخم کانا ہو جاتا ہے۔

ناقدر دانوں کی بھی قدر کرو کیونکہ اگر وہ قدر دانوں کی ناقدری نہ کرتے تو آپ کو اپنی قدر کیسے معلوم ہوتی؟

جس طرح یہ طے ہے کہ پاکیزہ وزرخیز زمین سے عمدہ پھل نکلتے ہیں اور خراب زمین سے ناقص پیداوار ہوتی ہے بعینہٖ یہی صورت حال انسان کے اندر کی ہے اُس کے من میں جو پاکیزہ یا ناقص مواد موجود ہوگا وہی اُس کے بیان و زبان کے ذریعے باہر آئے گا آپ کمینے شخص سے نیکی اور نیک نیت انسان سے کمینگی کی توقع کس طرح کر سکتے ہیں؟

رازداری: ہر قیمتی پھل کا بیج اس کے سینے میں محفوظ ہوتا ہے کھجور تک کے ایک کونے پر چھوٹی سی ٹوپی لگی ہوتی ہے تا کہ مٹھاس باہر نہ نکلے اور گٹھلی اِدھر اُدھر لڑھکتی نہ پھرے آپ اپنے قیمتی رازوں کی حفاظت کیوں نہیں کرتے؟

ننھی منی الائچی میں خوشبو اس لئے محفوظ رہتی ہے کیونکہ چھلکے میں بند ہوتی ہے۔ آپ کی شخصیت کی خوشبو اڑ گئی تو آپ چھلکے کی مانند خالی رہ جائیں گے۔

غنچہ جب تک ٹہنی پر رہتا ہے محفوظ ومعطر رہتا ہے جب کھل کر پھول بنتا ہے تو اس کی خوشبو اڑ جاتی ہے کسی دوکان پر بک جاتا ہے یا پھر اپنے کلیجے میں چھید کروا کر ہار میں پرولیا جاتا ہے اسی طرح جب تک تمہارا راز تمہارے سینے میں بند ہے مکمل محفوظ ہے جب لفظ بن کر زبان پر آ گیا تو بے قابو خوشبو کی طرح کہیں بھی پہنچ سکتا ہے، کہیں پر بھی بک سکتا ہے کسی کے ہاتھوں بھی آپ کے کلیجے کا چھید بن سکتا ہے۔ اسے انمول اور بے ضرر رکھنا ہے تو سنبھال کر رکھو۔

محنت: جس طرح کسان زمین پر براہ راست بیج گرانے کے بجائے پہلے زمین کو گوڈی کر کے تیار کرتا ہے بعینہٖ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے آپ کی کوششوں کو بھی ثمر آور ہونے سے پہلے شدید تیاری و آبیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ محنت نہیں کریں گے تو ثمر براہ راست کہاں سے ٹپکے گا؟

آپ کسی بھی حسب نسب سے تعلق رکھتے ہیں آپ کا نام آپ کے کام سے بنے گا نام سے نام نہیں بنتا۔

جنگ: اگر پھل اور سبزیاں ایک زمین سے ایک ہی قسم کا پانی پی کر ذائقے اور شکل و صورت میں مختلف ہوسکتی ہیں، چرند پرند اور جانور جاندار اپنی فطرت اور خصوصیات میں یکساں نہیں ہوتے تو پھر انسانوں کو بھی دوسرے انسانوں پر اعمال، نیت اور تقوی کے لحاظ سے تفوق حاصل ہے اس تفوق کو مٹانے کے لئے پوری دنیا میدان جنگ بنی ہوئی ہے۔

مایوسی ناامیدی: یہ درست ہے کہ زندگی آس و یاس سے عبارت ہے لیکن آس کی ٹہنی سے یاس کے تمام زرد پتے نہیں جھاڑو گے تو اس کی جگہ آس کی نئی نئی کونپلیں کس طرح پھوٹیں گی؟ کیونکہ پتوں پر پتے نہیں اُگتے۔

دانش اور چالاکی: دانش براہ راست اللہ تعالیٰ کی دین ہے جبکہ چالاکی آپ کی اپنی منافقانہ اور خود غرضانہ سوچ کی پیداوار اور ردعمل ہے بلکہ آپ کی ہار جیت کا دونوں دنیاؤں میں بھی یہی تناسب ہے۔

آزمائش: جس طرح بادام کی گری نکالنے کے لئے اُسے توڑنا پڑتا ہے انسان کے اندر کا جوہر بھی اس وقت سامنے آتا ہے جب آزمائشیں اُسے توڑ پھوڑ دیتی ہے۔

جس طرح دانتوں کے ڈاکٹر مریضوں کو اکثر دانتوں کی مضبوطی کے لئے گنا چوسنے اور گاجریں کھانے کی تلقین کرتے ہیں اسی طرح زندگی میں آزمائشیں، سختیاں اور صدمات بھی انسان کو سخت جان بناتے ہیں جبکہ انسان یہ چاہتا ہے زندگی کو میٹھے رس کے ایک گھونٹ کی طرح پی لے یہ نہیں سوچتا، یہ نہیں دیکھتا کہ گنے کا رس نکالنے کے لئے اس کے وجود کو ختم کرنا پڑتا ہے۔

جب کچی عمارتوں کی بنیاد اٹھائی جاتی ہے تو کئی دن پہلے سے گارا بنا کر پکنے کے لئے رکھ دیا جاتا ہے تا کہ دیواریں مضبوط بن سکیں بعینہٖ انسان بھی دیر تک نامساعد حالات کی کٹھالی میں رہنے کے بعد ہی زندگی کا مقابلہ کرنے کے لئے پک کر تیار ہوتا ہے کچی عمر کے کچے تجربے آپ کو منہدم کر سکتے ہیں۔

آزمائش کی بھٹی سے گزرے بغیر کسی منزل کی تحصیل کیسے ممکن ہے؟ دیئے کا دل نہ جلے تو روشنی نہیں ہوتی۔ بانسری کے دل میں چھید نہیں ہوگا تو سُر کیسے نکلے گا؟ کشتی بیچ منجدھار تھپیڑے نہیں کھائے گی تو کنارے کی جانب کیسے بڑھے گی؟

جب آپ کاغذ پر کچھ لکھتے ہیں تو اس کے نیچے سخت سطح کی کوئی چیز نہ رکھیں تو اس پر الفاظ نہیں اُبھرتے بلکہ نرم جگہ پر رکھنے سے کاغذ پھٹ جاتا ہے عین اسی طرح جب تک آپ زندگی کی سختیاں برداشت نہیں کریں گے تو زندگی میں آپ کی کامیابی کا اور فنا میں بقا کا نقش کیسے ابھرے گا؟

آزمائش، دکھ اور حالات کی نامساعدت صرف خاص، خالص اور عظیم لوگوں کے لئے مخصوص ہوتی ہے جس طرح گلاب پھولوں کا بادشاہ ہے حفاظت کے کانٹے صرف اسے لگے ہوتے ہیں یہ حصار عام گھاس پھوس کو عطا نہیں کیا جاتا وہ سب کی روند اور لتاڑ کا نشانہ بنتے رہتے ہیں۔

جذبے: ہر کام کی ابتداء سے انتہاء تک آپ کا جذبہ ہی جنون بن کر آپ کو اکسائے اور ابھارے رکھتا ہے۔ اگر جذبہ نہ ہو تو جنون کہاں سے آئے گا اور جنون نہ ہوگا تو منزل پر کیسے پہنچو گے؟

دنیا دو ستونوں پر قائم ہے مال و دولت اور جذبے کی دولت پر، آپ جذبے کی دولت لگا کر مال پیدا کر سکتے ہیں لیکن مال کی لاگت سے جذبے کی دولت نہیں خرید سکتے۔

حسد: جس طرح چور دوسروں کی چوریاں کر کر کے اپنا گھر نہیں بھر سکتا اسی طرح حاسد لوگ بھی کسی بھی سطح پر اپنی کسی کوشش کے تحت دوسروں کی خوبیاں اپنے نام نہیں لگا سکتے۔

گھی جما ہو یا پگھلا ہوا اسے پانی میں جتنا مکس کریں مکس نہیں ہوگا۔ بلکہ سطح پر تیر کر اپنا تشخص برقرار رکھے گا یہی صورت حال آپ کے غیر معمولی پن کی ہے اگر آپ زمانے بھر میں کسی بھی حوالے سے منفرد ہیں تو زمانے کا جذبہ حسد و جلن آپ کو اپنے ساتھ مکس کرنے اور اپنے جیسا بنا لینے کیلئے مسلسل پریشر میں رکھے گا گو کہ ناکام ہو جائے گا۔

محاورہ ہے جہاں سونا وہاں چور۔ اگر آپ بھی صلاحیتوں میں امیر ہیں تو اس امارت میں نقب لگانے کیلئے حاسدین موجود ہیں حفاظت کا بندوبست کر لیجئے۔

استحصال: جس طرح پورے گھر کی چھت پر بارش کا پانی پھرتا پھراتا صرف اس مقام پر سے ٹپکتا ہے جو کمزور ہوتا ہے یا جس میں رخنہ ہوتا ہے بعینہٖ دنیا بھی انسان کی کمزوریاں اور کمزور مقامات کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر وہیں چوٹ لگاتی ہے بہتر ہے اس پر اپنی کمزوریاں ظاہر نہ کریں ڈھانپ کر رکھ لیں۔

آپ کو کسی کا نظر انداز کرنا دراصل آپ کو تسلیم کر لینے کا عمل ہے کیونکہ کسی ٹھوس وجود کو موجود دیکھ کر ناموجود نہیں کہا جاسکتا۔

کامیابی و ناکامی: دل میں خود اعتمادی کا بیج ڈال دیں بہت جلد اس میں سے کامیابیوں کا پھلدار درخت اگ آئے گا۔

زندگی میں ناکامیوں سے گھبرانا بزدلی ہی نہیں حماقت بھی ہے یہ آپ کو آگے بڑھانے کے لئے پیچھے سے push کرتی ہیں جس طرح آپ کسی دروازے میں داخل ہونے کے لئے اسے push کرتے ہیں۔

ایثار و قربانی: ہر وقت کچھ نہ کچھ پانے کے چکر میں نہ رہیں کیونکہ کچھ نہ کچھ پانے سے پہلے ہمیشہ کچھ نہ کچھ کھونا پڑتا ہے۔ بالکل اس طرح جس طرح برتن خالی نہ ہو تو آپ اس میں کچھ نہیں ڈال سکتے یا اگر درخت اپنا تمام پھل توڑنے والوں پر لٹا نہ دے تو اس پر دوبارہ پھل نہیں لگتا جب تک آپ زندگی کیلئے، دوسروں کیلئے اور راست اصولوں کے لئے کچھ قربانی نہیں دیں گے کوئی ثمر کیسے پا سکتے ہیں؟

ستم ظریفی دوران دیکھئے آپ جب بچے ہوتے ہیں تو محبت کے مارے والدین آپ کو روئی میں انگور کی طرح رکھ کر پالتے ہیں لیکن یہی والدین جب بڑھاپے کے آخری مقام پر آکر دوبارہ بچوں کی پوزیشن پر آجاتے ہیں تو ان کے ساتھ وہی بچے ویسا محبت بھرا سلوک نہیں کرتے جیسا کہ ان کے ساتھ بچپن میں ہوا تھا۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ وقت کا چکر گولائی میں گھوم رہا ہے۔

(باقی آئندہ ان شاء اللہ)

☆…☆…☆

آج کی دعا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(سورۃ آل عمران:27تا28)

ترجمہ: تُو کہہ دے اے میرے اللہ! سلطنت کے مالک! تُو جسے چاہے فرمانروائی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے فرمانروائی چھین لیتا ہے۔ اور تُو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے۔ خیر تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یقیناً تُو ہر چیز پر جسے تُو چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔ تُو رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور تُو مُردہ سے زندہ نکالتا ہے اور زندہ سے مُردہ نکالتا ہے۔ اور تُو جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا کرتا ہے۔

یہ پیارے رسول سید ومولیٰ نبی ﷺ کی حصولِ ترقیات اور کشادگی رزق کی افضل دعا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذؓ کو قرض سے نجات کے لئے یہ آیات (مندرجہ بالا) پڑھنے کی نصیحت فرمائی کہ جو مصیبت زدہ مسلمان ان آیات کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو قرض اور مصیبت سے نجات دے گا۔

(تفسیر قرطبی)

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

احسان علی سندھی (معلم سلسلہ) قسط دوم و آخر

قبولیت احمدیت کی کہانی

احمدیت قبول کرنے کے بعد جو مجھ پر بیتی

عید الاضحیٰ آ گئی۔ میں نے عید جماعت کے ساتھ پڑھنے کا دل میں ارادہ کرلیا عید کے دن صبح صبح ہی میں ڈگو فارم سے ناصر آباد سائیکل پر آنے لگا تو والد صاحب اور بھائیوں نے روک لیا۔ اور سختی سے کہا کہ عید تم نے ہمارے ساتھ پڑھنی ہے اور میں موقع پا کر سائیکل دوڑاتا ہوا ناصر آباد آ گیا۔ اور جماعت کے ساتھ عید کی نماز ادا کی۔ شام کو جب گھر گیا تو حالات کچھ اور ہی تھے۔ میرے استاد مولوی نے ڈگو فارم میں عید کے خطبے میں میرے خلاف اور جماعت کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا۔ ڈگو فارم میں عید کا بہت بڑا مجمع ہوتا ہے کیونکہ ساتھ والے گاؤں کے لوگ بھی وہاں پر نماز پڑھنے آتے ہیں۔ اس طرح سے پورے علاقے کو پتہ چل گیا کہ لڑکا قادیانی ہوگیا ہے۔ کنری، بستان، بودر فارم، عمر کوٹ وغیرہ میں یہ خبر پھیل گئی۔ اور گھر میں یہ حالت تھی کہ والد صاحب اور بھائی مجھے زدوکوب کرنے کو تیار تھے۔ والدہ صاحبہ نے مجھے کمرے میں بند کر دیا اور اس طرح میں مار پیٹ سے بچ گیا۔ دوسرے دن ابو جان نے ٹھیکیدار کو جاکر کہا کہ میرے بیٹے نے آپکی ملازمت نہیں کرنی یہ ناصر آباد جا کر قادیانی ہو گیا ہے۔ اس کے بعد ٹھیکیدار نے ویران جگہ پر روڈ بن رہا تھا وہاں مجھے تعینات کر دیا۔ یہ ایک ویران علاقہ تھا یہاں دور دور تک کوئی آبادی نہ تھی۔ ہاں البتہ دن کو ایک بس گزرتی تھی جس پر کھانا مجھے پہنچ جاتا تھا۔ رات کو نوافل پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کرلیتا اور یہ سلسلہ بڑھتا رہا اور مجھے ہر رات کا شدید انتظار رہتا تا کہ اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگ لوں۔ جو مزا، لطف اور سرور اس ویران علاقے میں مجھے ملا وہ کہیں اور نہ مل سکا۔

کچھ عرصے بعد ٹھیکیدار نے مجھے نوکری سے فارغ کر دیا۔ گھر والے مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ بعض کہتے کہ برتن الگ کر دو۔ میں سجدے میں دعائیں مانگتا تو ہنستے۔ صرف مجھے میری والدہ صاحبہ کا پیار حاصل تھا۔ جب گاؤں کے بازار میں جاتا تو گاؤں والے کہتے کہ یہ مرتد ہوگیا ہے۔ کلاس فیلو جن کے ساتھ دس سال ایک بینچ پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کی انکو سلام کرتا تو وہ بھی منہ موڑ لیتے۔

میرے والد صاحب کے مجھے ڈرانے اور احمدیت کو چھوڑنے کے حربے

ایک مرتبہ میرے والد صاحب نے مجھے ڈرانے کے لئے کہا ’’تم مجھے گولی مار دو یا میں تجھے مار دیتا ہوں‘‘ جب یہ نسخہ بھی ناکام ہوا تو دوسری مرتبہ میرے استاد مولوی نبی بخش صاحب اور دوسرے لوگوں کے سامنے میرے ابو جان نے میرے پاؤں میں اپنی پگڑی اتار کر رکھ دی اور کہا کہ اب تو احمدیت چھوڑ دے۔ ہماری قوم میں پگ کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ میں پریشان تو ہوگیا پگڑی اٹھا کر اپنے والد صاحب کے سر پر رکھی اور والد صاحب کو کہا کہ میں آپکی پگ کی عزت کرتا ہوں مگر احمدیت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ میرے والد صاحب کا یہ حربہ بھی مجھے احمدیت سے دور کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔ کچھ دنوں بعد میرے استاد مولوی نبی بخش صاحب نے اپنا مرشد گاؤں بلوایا۔ مجھے انکے پاس لے گئے۔ وہاں پر کافی مجمع لگا ہوا تھا ان میں اکثریت مولویوں کی تھی۔ مجھے پکڑ کر درمیان میں بٹھا دیا۔ میرے استاد (مولوی نبی بخش صاحب) نے کہا یہ میرا شاگرد ہے جو قادیانی ہوگیا ہے۔ مرشد نے اور وہاں پر موجود مولویوں نے لعن طعن کیا اور کہا اسے لالچ دیا ہوگا۔

اس وقت مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے کہا کہ میں تو اس لئے احمدی ہوا ہوں کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اور حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں۔ مجھے کوئی لالچ نہیں دیا گیا۔ اسکی شہادت قرآن میں بھی موجود ہے آپ ان سب لوگوں کو کیوں گمراہ کر رہے ہیں۔ اس پر مرشد نے کہا تم واجب القتل ہو میں تم سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا۔ اس پر مولویوں نے مجھے دھکے مار مار کر وہاں سے باہر نکال دیا اور مجھے کہنے لگے کہ تمہیں عمر کوٹ لے چلتے ہیں اور مسلمان کرتے ہیں۔ میں نے کلمہ پڑھ کر کہا کہ میں تو پہلے ہی مسلمان ہوں۔ میرے بھائی یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے مگر وہ بھی انکے ساتھ شامل تھے میں موقع پا کر بھاگ گیا۔ دوسرے دن مجھے گھر والوں نے گھر بدر کر دیا۔ بعد میں میں نے مزدوری کر کے ایک سائیکل خریدا۔ اس پر مختلف چیزیں لاد کر بیچتا اور لوہا خریدتا۔ میں سائیکل کے سامنے روز کوئی نہ کوئی حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت لکھ دیتا اور ساتھ کچھ کتابیں بھی رکھتا۔ کسی انجان کو تعارف کروا کر وہ کتابیں دے دیتا۔ رات کبھی کہاں تو کبھی کہاں گزارتا۔ کیونکہ گھر والے مجھے قبول کرنے پر تیار نہ تھے بعض اوقات ویرانے میں رات گزارنا پڑتی۔

ایک دن بستان کا مولوی میرے پاس آیا (اس دن میں کسی کام سے بستان گیا ہوا تھا) اور کہنے لگا تم احمدیت سے توبہ کرو مرزا صاحب کو گالیاں دو ورنہ تیرے ساتھ اچھا نہ ہوگا۔ میں نے کہا جتنی تم احمدیت سے نفرت کرتے ہو اس سے کئی ہزار گنا میں احمدیت سے محبت کرتا ہوں۔ رہی گالیوں کی بات تو اب میں مرزا صاحب پر بلند آواز میں سلامتی کی دعا کرتا ہوں۔ میں نے عربی میں کچھ الفاظ دہرانے شروع کر دیے۔ اس پر اس شخص نے مجھے پکڑ کر مارا اور مجھے ٹانگوں سے گھسیٹتا رہا۔ میں دعائیں پڑھنے میں مشغول تھا۔ ایک بزرگ عورت دور سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ وہ تیز تیز چل کر آئی اس مولوی پر غصہ ہوئی۔ مجھے چھڑایا۔ پھر مجھے پانی پلایا۔ میں اسکا شکریہ ادا کر کے کنری کی بڑی مسجد میں مکرم حنیف بٹ صاحب کے پاس آیا۔ آپ سے ملا۔ پورا واقعہ سنایا۔ اس بزرگ انسان نے مجھے بہت حوصلہ دیا۔ میرے ساتھ مکرم حنیف بٹ صاحب اور انکے بیٹے مکرم نصیر بٹ صاحب بہت حسن سلوک کرتے اور میرا بہت خیال رکھتے تھے۔

ٹالھی شہر میں قیام

مندرجہ بالا واقعہ کے بعد میں ٹالھی شہر چلا گیا۔ ایک دکان کرایہ پر لی۔ ایک پاٹنر بھی اپنے ساتھ رکھا۔ ہم بازار سے اور قریب دیہات سے لوہا، مرچ، کپاس اور دوسری جنس وغیرہ خریدتے۔ بعد میں لوپ لائن ٹرین میں لادکر کنری شہر بیچتے۔ یہ ٹرین ہفتہ میں ایک بار چلتی تھی نوکوٹ براستہ ٹالھی، نبی سر، کنری، سامارو، میرپور خاص تک چلتی تھی۔ ٹالھی میں نمازیں میں احمدیہ مسجد کریم نگر میں، ادا کرتا۔ وہاں مکرم چوہدری جاوید احمد ونک صاحب سے ملاقات ہوتی تھی۔ وہ ہر بار فجر کی امامت کے لئے مجھے آگے کھڑا کر دیتے تھے۔

ایک مرتبہ گرمی کا موسم تھا چار دن باہر پھرتا رہا مگر کوئی سودا نہ ہوا، اور نہ کچھ مل سکا۔ شام کو پریشان واپس ٹالھی شہر لوٹ رہا تھا کہ ایک جگہ کچھ مکانات نظر آئے۔ پیاس بہت لگی ہوئی تھی۔ پانی پینے اور کچھ دیر آرام کرنے کی غرض سے میں مکان کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ ایک بزرگ عورت آئی مجھے پانی پلایا اور کہنے لگی بیٹا میں نے کچھ سامان فروخت کرنا ہے مجھے کوئی واپاری نہیں مل رہا۔ میں نے کہا اماں میں واپاری ہوں۔ آپ سامان دکھا دیں میں خریدتا ہوں۔ اس پر وہ اپنی حویلی کے احاطہ میں لے گئی کافی سامان تھا۔ لوہا، پیتل، کپاس وغیرہ میں نے ان سے سودا کیا۔ کچھ رقم اُس وقت دے دی۔ دوسرے دن سواری بھی لے کر آیا اور بقایا رقم بھی دے دی۔ اس طرح اللہ نے مجھے پورے ہفتہ سے بھی زیادہ منافع دے دیا۔

ٹالھی شہر میں معجزانہ واقعہ

ٹالھی میں قیام کے دوران شدید زلزلہ آیا۔ اس زلزلہ کی وجہ سے پاکستان اور انڈیا میں کافی جانی و مالی نقصان ہوا تھا۔ مکانات گر گئے کئی دکانیں گر گئیں لوگ بھی زخمی ہوئے۔ انہیں دنوں میں کام زیادہ ہو گیا اور سامان رکھنے کی جگہ بھی تنگ پڑ گئی۔ کچھ فاصلے پر ایک گھر کرایہ پر لیا ہوا تھا جس وقت زلزلہ آیا اس وقت گھر کے اندر کمرے میں بیٹھ کر میں اور میرا پاٹنر سامان کی پیکنگ کر رہے تھے۔ زلزلہ شروع ہونے سے چند سیکنڈ پہلے ایک دم میرے کانوں میں آواز ٹکراتی ہے کہ احسان علی باہر نکل زلزلہ شروع ہونے لگا ہے۔ جیسے ہی یہ الفاظ میرے کان میں پڑے میں نے بغیر سوچے بھاگنا شروع کر دیا ساتھ زور سے چیخنا شروع کر دیا کہ بھاگو کہ زلزلہ آ گیا ہے۔ میرا پاٹنر بھی مجھے دیکھ کر اور میری آواز سن کر بھاگا۔ ابھی ہم مکان سے باہر نکلے ہی تھے کہ مکان کا آدھا حصہ برآمدہ وغیرہ زمین بوس ہوگیا۔ ساتھ ایک پلاٹ خالی تھا وہاں جا کر نیچے بیٹھ گئے۔ ساتھ ساتھ زلزلے کے جھٹکے جاری تھے۔ میرا پاٹنر کہنے لگا کہ یار تجھے کیسے معلوم ہوا کہ زلزلہ آنے لگا ہے۔ میں نے کہا کہ یار کوئی غیبی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ آگے تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس واقعہ کے بعد ٹالھی شہر کو خیر آباد کہہ دیا۔ مگر بہت اچھا وقت گزارا۔ محبت کرنے والے لوگ تھے۔ محمد آباد اسٹیٹ میں مکرم چوہدری جاوید احمد ونک صاحب مکرم یونس صاحب مربی سلسلہ، مکرم ڈاکٹر طاہر احمد صاحب اور مکرم چوہدری اللہ رکھا صاحب تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ واپار کا تجربہ مجھے کافی ہو چکا تھا۔ ٹالھی شہر سے واپس آ کر کنری میں لاہور کے ایک واپاری سے تعلق قائم کیا۔ کافی علاقوں میں سودا وغیرہ کرتا رہا۔

مگر میری اصل غرض خدمت دین تھی۔ میرے پاس کوئی پلیٹ فارم وغیرہ تو نہ تھا مگر اکثر کسی نہ کسی جماعت میں وقت نکال کر چلا

جاتا۔مربی صاحب یا معلم صاحب سے اور صدر صاحب سے تو لازمی ملاقات کرتا تھا۔مسجد میں نماز ادا کرتا۔اکثر جماعتوں میں چندہ جات دیتا رہتا تھا۔ڈگو فارم میں اپنے گھر میں رہنے لگا۔امی ابو کی خدمت کرتا۔سائیکل پر پھیری کا کام کرتا۔کبھی کھجوریں، کبھی قلفیاں، کبھی بچوں کے کھلونے وغیرہ لے کر دیہاتوں کی طرف چلا جاتا۔

میرا تعلق ناصر آباد جماعت سے تھا۔اکثر اوقات وہاں گزارتا۔رہائش مہمان خانے میں ہوتی۔بزرگ انسان مکرم چوہدری محمد علی صاحب سے ملاقات ہوتی۔جب میں مطالعہ کتب کرتا تو وہ کہتے کہ احسان علی! اونچی آواز میں پڑھو تا کہ میں بھی سن لوں۔آخری عمر میں آپکی آنکھوں کی بینائی کمزور ہو چکی تھی۔نسیم آباد فارم ناصر آباد کے ساتھ واقع ہے۔میں اکثر وہاں چلا جاتا،جمعہ وغیرہ پڑھتا۔معلم صاحب سے ملاقات ہوتی ۔اسی طرح صدر صاحب نسیم آباد مکرم ناصر احمد واہلہ صاحب سے بھی ملاقات ہوتی۔صدر صاحب نے بہت پیار محبت دیا۔جب بھی جاتا خوش دلی سے ملتے،مہمان نوازی کرتے۔میرے ساتھ دوتین بار لوہے کا بھی سودا کیا۔ربوہ سے مکرم میاں مسرور احمد صاحب (موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)جب ناصر آباد آتے تو ضرور ملاقات ہوتی۔میں ان دنوں ناصر آباد ہی رہتا۔نمازیں مسجد میں آپ کے ساتھ پڑھنے کی توفیق ملتی۔ایک مرتبہ نماز کے بعد میں نے ملاقات کی اور دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ امام وقت یعنی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کو دعا کا خط لکھو۔مجھے معاملات کو حکمت کے ساتھ حل کرنے کی نصیحت کرتے۔نیز فرماتے کہ احمدیت آپ نے قبول کرلی۔میٹرک بھی پاس کرلیا ہے۔اب ربوہ آؤ اور دینی تعلیم حاصل کرکے دین کی خدمت کی توفیق پاؤ۔

D.P.O آفس میں احمدیوں کے خلاف مولویوں کی درخواست

ابھی ڈگو فارم میں کچھ حالات ٹھیک ہوئے تھے کہ ڈگو فارم اور عمر کوٹ کے مولوی ناصر آباد کے احمدیوں کے خلاف درخواست لے کر D.P.O صاحب سے ملنے آفس آگئے۔اتفاق سے D.P.O صاحب سے میرے بھائی مکرم لطف علی صاحب کے اچھے مراسم تھے۔وہ ان دنوں وہاں آفس میں کام کرتے تھے۔جس وقت مولویوں نے درخواست D.P.O صاحب کو پیش کی، بھائی بھی وہاں موجود تھے۔درخواست کے متن میں میرا بھی ذکر تھا کہ ایک لڑکا احسان علی قوم میر جت بمقام ڈگو فارم قادیانی ہوگیا ہے۔یہ سب ناصر آباد کے فلاں فلاں احمدی نے کیا ہے۔احمدیوں کے نام بھی درج تھے۔ڈی پی او صاحب نے بھائی لطف علی صاحب سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے؟میرے بھائی نے کہا کہ سر! یہ میرا سگا بھائی ہے۔ہم نے اسکو سمجھایا بھی ہے۔معاملہ اتنا نہیں ہے جتنا یہ مولوی لے کر آئے ہیں۔میرے والد صاحب کو علیحدہ تنگ کرتے ہیں۔حتیٰ کہ ہمارے خلاف میر غلام مصطفیٰ ٹال پُور صاحب ڈگو فارم والے کو بھی بھڑکانے کی کوشش کی مگر میر صاحب نے ان کی ایک نہ سنی بلکہ وہ ہمارے حق میں ہی ہیں۔میرا بھائی احسان علی تو خود ناصر آباد ڈیوٹی کرنے گیا تھا۔اس میں ناصر آباد کے احمدیوں کا کیا قصور ہے۔جب ڈی پی او صاحب کے سامنے حقیقت کھل گئی تو ڈی پی او صاحب نے درخواست کو پھاڑ کر ردی کی ٹوکری میں پھینکا اور مولویوں کو سختی سے تنبیہ کی اور کہا کہ اگر آئندہ ڈگو فارم میں تم لوگوں نے ان کو تنگ کیا تو سخت کارروائی کریں گے۔میرا بھائی لطف علی صاحب شوگر کی وجہ سے فوت ہوگیا تھا۔اللہ تعالیٰ اِس امر کی اسے جزاء دے اور انکی مغفرت فرمائے۔آمین۔

ربوہ کی پہلی زیارت

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی مسکن گاہ دیکھنے کا اشتیاق دن بہ دن بڑھ رہا تھا۔مرکز ثانی کے لئے غائبانہ محبت بڑھتی جارہی تھی۔مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب مربی سلسلہ ان دنوں عمر کوٹ ضلع میں بطور مربی دعوت الی اللہ تعینات تھے۔ان سے ملاقات تو احمدیت قبول کرنے سے قبل بھی ہوچکی تھی مگر بیعت کے بعد ایک تعلق پیدا ہوگیا تھا۔انہوں نے مجھے کہا کہ آپ تیار رہیں۔میں جب ربوہ گیا تو آپ کو لے کر جاؤنگا۔چند دن بعد ہی ربوہ کے لئے روانہ ہوگئے۔حیدر آباد سے ٹرین تک فیصل آباد آئے۔فیصل آباد سے ربوہ تک وین میں آئے۔جب ربوہ میں داخل ہونے لگے تو دریا کا نظارہ کرتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں زبان پر دہرانے لگا۔جمعہ کا دن تھا۔مکرم مربی صفدر نذیر صاحب اور میں سامان گھر پر رکھ کر سیدھا مسجد اقصیٰ آگئے۔جمعہ کا وقت ہوچکا تھا۔ربوہ میں پہلا جمعہ ادا کیا۔پیارے مہدی کی پیاری جماعت کو پہلی مرتبہ اتنی تعداد میں دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔جمعہ پڑھنے کے بعد دارالضیافت میں قیام کیا۔حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر خانہ کے بابرکت نظام کو دیکھ کر دل ایمان سے بھر گیا۔کچھ دیر آرام کرنے کے بعد بہشتی مقبرہ گئے۔دوسرے دن دفاتر وغیرہ گئے۔چند دن کے بعد واپس اپنے گھر آ گیا۔

گھر آ کر اپنا کام شروع کر دیا۔جو بھی آمد ہوتی اپنے والدین کو دیتا۔آہستہ آہستہ حالات ٹھیک ہوتے گئے۔امی ابو کو درخواست کی کہ میں نے دین کا علم سیکھنے ربوہ جانا ہے۔مجھے اجازت دیں۔امی ابو نے رضامندی سے اجازت دے دی۔

مٹھی شہر میں قیام

مٹھی شہر میں احمدیہ مشن ہاؤس میں تین ماہ کے لئے مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صاحب امیر جماعت نے بھجوایا تا کہ وہاں جاکر کچھ دینی علم سیکھوں۔وہاں تین ماہ قیام کیا۔ معلمین کرام سے دینی نصاب وغیرہ پڑھتا رہا۔مکرم ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب اس وقت المہدی ہسپتال میں تھے۔انہوں نے اتنے کم عرصہ میں بہت پیار دیا۔میں نے واپس گھر آنا تھا، کرایہ وغیرہ نہ تھا۔میں پریشان تھا۔ڈاکٹر سردار صاحب کو درخواست کی کہ آپ نے اپنے مشن ہاؤس کی چارپائیاں بُنوانی ہیں۔میں اچھی بُن سکتا ہوں۔اگر شفقت کریں تو مہربانی ہوگی۔وہ راضی ہوگئے۔میں نے چارپائیاں بن لیں، کرائے جتنی رقم مل گئی۔واپس گھر ڈگو فارم آ گیا۔گھر آ کر اپنا کام کیا۔میں ناصر آباد چلا جاتا۔جمعہ پڑھتا،شام کو خطبہ جمعہ سنتا،پھر گھر واپس آجاتا۔مکرم عبدالسلام کھوسہ صاحب مربی سلسلہ اور مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب نے میری درخواست برائے داخلہ معلمین کلاس دفتر وقف جدید ارسال کی۔

میں اب ذہنی طور پر اپنے آپ کو تیار کر رہا تھا۔جماعتی کتب گھر پر پڑھتا،اپنے سائیکل پر پھیری کا کام کرتا۔کچھ دنوں کے بعد دفتر وقف جدید سے خط موصول ہوا کہ اکتوبر میں انٹرویو ہونگے آپ تب تک تیاری کرتے رہیں۔میری اب یہی کوشش ہوتی تھی کہ اپنے والدین کے پاس رہ کر ان کی خدمت کرسکوں نیز ربوہ میں پڑھنے کے لئے ان کے شک وغیرہ دور کرسکوں۔کیونکہ میرے والدین کو بھڑکانے کے لئے ڈگو فارم والے کم نہ تھے۔وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی شرارت کا شوشہ چھوڑتے رہتے تھے۔گاؤں کے لوگ ایک دن پیر جان سرہندی کے پاس سامارو جا پہنچے پھر وہاں سے ایک مولوی کو لے کر میرے والد صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم پیر جان سرہندی کے پاس سے ہوکر آئے ہیں۔انہوں نے بہت سے ہندوؤں کو مسلمان کیا ہے۔اب تم اپنا لڑکا لے کر چلو۔اس پر میرے والد صاحب نے کہا میں لڑکے کو بلاتا ہوں۔اگر اس نے سوال و جواب کر کے تمہیں لاجواب کر دیا تو پیر جان سرہندی کے پاس اس کو لے کر خود آؤنگا۔اس پر وہ میرے ابو جان کو باتیں سنا کر چلے گئے۔اس واقعہ کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ نے غائبانہ طور پر ہمیں بچا لیا۔

میرے والد صاحب نے کہا کہ اب آپ بیٹا جانے کی تیاری کرو کیونکہ ہمارے لئے اور تمہارے لئے مسائل بڑھتے رہیں گے۔میں دل میں بہت خوش تھا کہ میرے ربوہ جانے کے لئے ابو جان مطمئن ہیں۔میں نے ناصر آباد جا کر مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب سے ملاقات کی ۔ربوہ جانے کے لئے ڈگو کے حالات بتائے۔ابھی انٹرویو میں تو تین ماہ کا وقت باقی تھا۔مگر مکرم عزیز احمد صاحب نے کہا کہ آپ جاؤ ،باقی پیچھے ہم خود سنبھال لیں گے۔میں نے زادراہ کا بندوبست شروع کیا۔میری سائیکل مجھے پیاری تھی۔ جب سے احمدی ہوا تھا اسوقت سے میرے پاس تھی۔اس پر سفر کرکے تبلیغ کا کام کیا کرتا تھا۔اس پر بہت سے سفر کیے۔بلاآخر اس کو فروخت کر دیا۔مکرم عزیز احمد صاحب نے ناظر اعلیٰ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں) کے نام خط لکھ کر دیا۔میرے متعلق حالات بھی لکھے اور میری سفارش بھی کی۔

خدمت دین کے لئے زندگی وقف کرنے کا سفر

میرا یہ ربوہ کا سفر یادگار ہے کیونکہ میں اپنی زندگی خود وقف کرکے خدمت دین کے لئے پیش کرنے جارہا تھا۔راستے میں دعائیں اور بزرگان اسلام کا طرز زندگی میرے خیالات میں ممد ہوچکے تھے۔ناصر آباد سے ایک فیملی مکرم داؤد احمد صاحب ابن مکرم منشی ابراہیم احمد صاحب ربوہ شفٹ ہوچکے تھے۔ان سے میرا تعلق اچھا تھا۔ناصر آباد میں مجھ سے بہت تعاون کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ربوہ پہنچ کر ان سے رابطہ کیا۔دارالضیافت میں ٹھہرنے کے لئے کہا تو انہوں کہا کہ آپ تین دن تک ٹھہر سکتے ہیں باقی کے لئے اجازت لینی ہوگی۔نیز کہا کہ اپنے امیر صاحب کا خط وغیرہ امور عامہ میں لے کر جائیں۔ انشاء اللہ وہ اس سلسلے میں مدد کریں گے۔اب میں پریشان تھا کہ کیا کروں؟ میرا یہاں کوئی واقف نہیں۔مکرم داؤد صاحب سے مشورہ کیا۔مکرم داؤد صاحب نے پوچھا کہ مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب نے کوئی چٹھی وغیرہ نہیں دی؟اس پر مجھے یاد آیا کہ ایک چٹھی دی ہے جو کہ صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ کے نام ہے۔ہم ناظر اعلیٰ صاحب سے ملنے کے لئے ان کے دفتر گئے۔آپ بڑے پیار سے ملے۔اٹھ کر سلام کا جواب دیا،ہاتھ ملائے۔مجھے دیکھ کر پہچان گئے اور فرمانے لگے کہ

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آپ یہاں آ گئے ہو۔ میں نے ساری تفصیل عرض کر دی۔ مکرم داؤد صاحب نے کہا کہ احسان علی نے خود بیعت کی ہے۔ اب بفضل تعالیٰ خود اپنی زندگی وقف کر کے خدمت دین کے لئے آئے ہیں۔ اس پر آپ نے کہا میں احسان علی کو خود بھی جانتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ لنگر خانہ والے زیادہ دن تک ٹھہرنے نہیں دے رہے۔ اس پر آپ ہنس پڑے۔ میں نے چوہدری عزیز صاحب کا خط پیش کیا آپ نے پڑھ کر اِسی خط پر لکھا احسان علی کو لنگر خانہ ٹھہرنے کی اجازت ہے۔

میں نے شکریہ ادا کیا پھر واپس لنگر خانہ آ گئے لنگر خانہ والوں کو چٹھی دی۔ پھر میں داخلہ تک وہاں ہی ٹھہرا رہا اور انہوں نے مجھے کچھ بھی نہ کہا۔ میں نے داؤد احمد صاحب کے ساتھ ربوہ کی سیر شروع کی۔ داؤد احمد صاحب نے تفصیل سے ہر جگہ دکھائی۔ مسجد مبارک میں پانچوں نمازیں ادا کرتا تھا۔ شام کو مبارک احمد ثانی صاحب مربی سلسلہ کے پاس جو چوہدری عزیز احمد صاحب کے فرزند ہیں قرآن کریم پڑھنے چلا جاتا تھا۔

ربوہ میں پہلی عید

میری اپنے گھر سے دور پردیس میں یہ پہلی عید تھی۔ روز ابو امی کو یاد کر کے تنہائی میں اللہ کے حضور رو لیتا تھا ڈائری پر امی ابو کے نام خط لکھتا تھا۔ میرے پاس عید کے کپڑے بھی نہیں تھے۔ مجھے فہیم احمد لکھن مربی سلسلہ ملے عرض حال سنا تو اسی وقت بازار لے کر گئے کپڑے لے کر درزی کو دیے۔ عید کے دن اپنے گھر آنے کو کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ عید کی نماز مسجد اقصیٰ میں ادا کی۔ مسجد میں مالی عزیز احمد بھٹی صاحب ملے جو ناصر آباد میں ملے تھے جب میں احمدی نہیں تھا۔ بہت خوش ہوئے۔ کافی لوگوں سے تعارف کرایا۔ اپنے گھر لے کر گئے، بہت دلچسپ ملاقات رہی۔ دوپہر کا کھانا مربی فہیم احمد لکھن صاحب کے گھر کھایا۔ باقی عید کا دن داؤد احمد صاحب کے ساتھ گزارا۔ شام کو ڈگو فارم فون کر کے امی ابو کی خیریت معلوم کی عید پردیس میں گزارنے پر رو دیا۔ مگر دلی اطمینان تھا کہ احسان علی دینی علم کے حصول کے لئے یہ ایک معمولی قربانی ہے۔

انٹرویو کا دن

انٹرویو کا دن آ گیا میں وقت پر دفتر پہنچا۔ مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ اور اللہ بخش صادق صاحب اور مبشر احمد خالد صاحب نے انٹرویو لیا۔ میرے احمدی ہونے کے واقعات تفصیل سے پوچھتے رہے۔ میں نے مبشر احمد کاہلوں صاحب کو ایک شعر سنایا جس پر وہ بہت خوش ہوئے۔

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو
نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے بارے میں سوالات کرتے رہے۔ قرآن کریم سنا۔ بعد ازاں جب لسٹ آئی تو میں کامیاب ہو چکا تھا۔ میڈیکل کے بعد اقامۃ الظفر دارالصدر میں ہاسٹل میں رہائش ملی۔ گرمی اور سردی دونوں ہی ربوہ میں بہت ہوتی ہے۔ سردی کا بستر میرے پاس نہ تھا جو مجھے ایک چوکیدار نے دیا۔ کلاسز کے لئے دفتر وقف جدید کی بالائی منزل جانا پڑتا تھا۔ اقامۃ الظفر سے دفتر وقف جدید پیدل کلاس کے لئے آنا پڑتا تھا۔ کیونکہ میرے پاس سائیکل نہ تھی۔ معلم بننے کا دور بہت پیارا گزرا۔ ہاں گھر کی یاد رلا دیتی تھی۔ اللہ بخش صادق صاحب اور موجودہ امام جماعت جب ناظر اعلیٰ تھے بہت پیار کرتے، اکثر ملاقات ہو جاتی تھی۔ استاد بہت پیارے اچھے انداز سے پڑھاتے تھے۔ رفیق احمد جاوید مربی سلسلہ، نذیر احمد ریحان صاحب، قاری محمد عاشق صاحب بہت پیار کرتے، مربی فہیم صاحب ہمیشہ اپنی حکمت و فراست سے میری رہنمائی فرماتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ تحصیل علم کے دوران اپنے والد صاحب اور بھائی طاہر علی کو ساتھ لے کر ربوہ آیا۔ سارا مرکز دکھایا، اپنی رہائش اور تحصیل علم کی جگہ دکھائی۔ اور ناظر اعلیٰ مکرم مرزا مسرور احمد صاحب موجودہ امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ سے بھی ملاقات کروائی۔

اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے معلم بنا اور پاکستان کی کئی جماعتوں میں خدمت کی توفیق ملی اور اللہ کے فضل سے مل بھی رہی ہے۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کا فضل ہمیشہ شامل حال رہا۔ ہر ھم و غم میں خدا نے مجھ پر اپنا فضل کیا۔ اللہ تعالی لحد تک اس عاجز کو خدمت دین کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

قارئین کرام سے ضروری درخواست برائے اطلاعات و اعلانات

قارئین کرام بخوبی جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل کا آغاز سے ہی یہ حسن اور خوبی رہی ہے کہ شادی، نکاح، پیدائش، کامیابی، صحت یابی یا وفات کی اطلاعات و اعلانات بغرض دعا شائع کر کے دنیا بھر کے احمدی حضرات کو ایک دوسرے سے باخبر رکھتا ہے۔

اب جبکہ آن لائن ہونے سے اس کے استفادہ کا دائرہ وسعت اختیار کر کے دنیا بھر میں پھیل چکا ہے اور یوں دعا کا فیض بھی تمام دنیا میں بسنے والے احمدی حضرات سے ملنا شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے قارئین سے درخواست ہے کہ وہ شادی بیاہ، نکاح، پیدائش، کامیابی کے علاوہ بیمار عزیزوں کی صحت یابی یا وفات کے اعلانات بھجوائیں۔ اگر نکاح، نمایاں کامیابی یا وفات کی اطلاع کے ساتھ میل حضرات کی تصویر بھی بھجوائیں تو ادارہ ممنون ہوگا نیز پیدائش پر New born baby اور تکمیل قرآن پر بچوں کی فوٹوز بھی اعلانات کے ساتھ درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ اپنی آراء سے بھی ادارہ کو آگاہ کریں تا ان کی روشنی میں اخبار کو آپ کے لئے بہتر بنایا جا سکے۔ (تمام اعلانات ورڈ فارمیٹ اور ٹائپ شدہ ہوں)۔

info@alfazlonline.org

روزنامہ الفضل اور تمام اراکین عملہ کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

طلوع وغروب آفتاب

13 نومبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:11	17:39
مدینہ منورہ	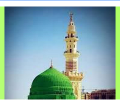	05:16	17:35
قادیان		05:31	17:30
ربوہ		05:11	17:10
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:48	16:17

جماعتی خبروں کے ریکارڈ محفوظ رکھنے والا اخبار

قارئین جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعتی خبروں اور تقاریب کی رپورٹس شائع کرتا رہا ہے۔ جن کو بعد میں مورّخِ احمدیت تاریخ کا حصہ بناتے رہے ہیں۔ اس لیے دنیا بھر کے تمام جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے معزز عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہاں ہونے والے جماعتی فنکشنز، تقریبات، جلسوں وغیرہ کی خبریں اور رپورٹس جماعتی تاریخ کا ریکارڈ بنانے کے لیے درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔ تا آئندہ نسلیں آپ اور آپ کی جماعت کی کارگزاری کو دیکھ اور پڑھ کر دعا کر سکیں۔ اس سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ کر خالق حقیقی کا شکر بھی ادا کرنے کا موقع ملتا ہے اور آپ سب کے لئے دعا کا موجب بھی۔ (رپورٹس ٹائپ شدہ ہوں اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں)۔ info@alfazlonline.org

(ادارہ)